كلمة المدير

سیرت النبی ﷺ .... فوز وفلاح کا راستہ

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل وکرم ہے کہ اس نے کائنات میں سب سے زیادہ اکرم اور اشرف حضرت انسان کو پیدا کیا۔ ﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم﴾ اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ولقد کرمنا بنی آدم و حملنا هم فی البر و البحر...... الایة﴾

اور پھر انسان کو علم جیسی دولت سے نوازا اور اس علم کے ذریعے فرشتوں پر انسان کی فوقیت اور برتری کو واضح فرمایا۔

انسان کی علمی برتری کے بعد تمام فرشتوں کو حکم ہوا:

﴿واذ قلنا للملائكة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس﴾

یہ سجدہ تکریم جس کی وجہ سے انسان دوسروں سے ممتاز ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اپنے خاص بندوں کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا' جو اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور تعلیمات کو نہ صرف انسانوں تک پہنچاتے رہے' بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کرتے رہے۔ تاکہ انسان اس کی رہنمائی میں اپنے خالق و مالک کا مقرب بن جائے اور اس کے لطف وکرم سے فیضیاب ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی غلامی میں آنے کا وہی راستہ مقبول ومنظور ہے' جس کو اس کے نبیوں نے اختیار کیا۔

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اسی قوم سے نبی یا رسول کا انتخاب فرماتے ہیں' جس قوم میں مبعوث کرنا ہو اور ان کی زبان میں ہی ہدایات اور وحی کو نازل فرماتے ہیں' تاکہ قوم کو قبول کرنے میں تامل نہ ہو۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا یہ ذہبی سلسلہ حضرت محمد ﷺ پر آکر ختم ہوا اور آپ ﷺ نے خاتم النبیین ہونے کا شرف پایا۔

﴿ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین﴾ اس امتیاز کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان الفاظ میں ذکر فرمایا:

﴿انا خاتم النبیین لا نبی بعدی﴾

اس کے ساتھ آپ کی نبوت عالمگیر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی خاص قوم' قبیلے اور وطن کی طرف مبعوث نہیں ہوئے' بلکہ ارشاد ہوا:

﴿یاایھاالناس انی رسول الله الیکم جمیعا﴾

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی یا رسول کی ضرورت نہیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات ہی تمام زمان ومکان کے لیے کافی ہیں اور قیامت تک آنے والوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور طریقہ بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی سیرۃ طیبہ واجب الاطاعت ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی کامیابی وکامرانی کی ضامن ہے۔

سابقہ ادیان کی نسبت اسلام کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ اس کی جملہ تعلیمات حرف بحرف محفوظ ہیں۔ قرآن حکیم کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون﴾

اس کے ساتھ اس کتاب عظیم کا عملی نمونہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

﴿کان خلقه القرآن﴾ ''گویا آپ چلتا پھرتا قرآن ہیں۔''

اس لحاظ سے آپ کی عملی زندگی کا ایک ایک لمحہ صحابہ کرام نے محفوظ کیا۔ آپ ﷺ کی عبادات' معاملات' اخلاقیات' سیاست' تجارت' ازدواجی زندگی' غزوات' فتوحات کو اس انداز سے بیان کر دیا اور سننے والوں نے اس سیرۃ کو آئندہ نسلوں کے لیے مرتب کر دیا' کہ اس کا کوئی گوشہ بھی تشنہ تکمیل نہ رہا' تاکہ بعد میں آنے والے قدم قدم پر

رہنمائی حاصل کر سکیں۔

یہ بات تو ایک مسلّم حقیقت ہے کہ آپ نے نبوت کی ۲۳ سالہ زندگی میں بے پناہ کامیابیاں حاصل کیں اور اسلام کو ایک عالمگیر تہذیب کے طور پر منوایا۔ اسلامی معاشرت نے منصفانہ اور عادلانہ ہونے کی شہرت حاصل کی۔ معیشت میں ظلم وتعدی کے تمام طور طریقے ختم ہوئے۔ نفرت' کدورت' حسد اور بغض کی جگہ محبت' الفت اور باہمی بھائی چارے نے لے لی۔

اسلام کا نور حجاز سے نکل کر پوری دنیا کو منور کرنے لگا۔ دعوتی وفود مختلف شکلوں میں پھیل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے سربراہان مملکت اور روٗساء کو دعوتی خطوط تحریر فرمائے۔ دعوتی عمل میں کسی جگہ رکاوٹ آئی تو اسے جہاد کے ذریعے دور کیا اور امن وسلامتی کا پیام قریہ قریہ' بستی بستی پہنچانے کا عزم کیا۔ کامیابیوں اور کامرانیوں کا سلسلہ جاری رہا اور آپ کی ہیبت' رعب اور دبدبہ دشمنان اسلام پر اس طرح طاری ہوا کہ سینکڑوں میل کی مسافت کے باوجود ان پر کپکپی طاری ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی نصرت پر کامل یقین کی بدولت ہر قدم کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا۔ ہر عمل میں للّٰہیت' اخلاص اور دل کی پاکیزگی اس کی فتح ونصرت کا باعث ہوتی۔ مصائب وآلام میں ثابت قدمی اور صبر وتحمل' تنگدستی میں ایثار وقربانی جیسے اوصاف بلند حوصلے کا سبب بنتے۔ آسانی وفراوانی میں حمد وثناء تعریف وتوصیف' عظمت وکبریائی کے ذریعے رب جلیل کی رضا حاصل ہوتی۔ مخلوق کے ساتھ ہمدردی' خیر خواہی' نیکی' وفا شعاری اور غمخواری سے آپ محبوب قائد اور رہنما بن گئے۔

جانثاروں کی ایسی جماعت ہمہ وقت آپ کے ساتھ منسلک ہوئی' جو ہر وقت فدا ہونے کے لیے تیار رہتے۔ آپ نے ایک ایسی مایہ ناز جماعت تیار کی جو دنیا کی چمک سے بے نیاز ہو کر مصلح کا کردار ادا کرنے لگی اور چند ہی سالوں میں روم وفارس کو حلقہ بگوش اسلام کر لیا۔

اپنے حسن عمل اور عمدہ اخلاق سے ایسا گرویدہ کیا کہ یہی لوگ اسلام کی عظمت اور سربلندی کا باعث بنے۔ صحابہ کرام جنہوں نے براہِ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم وتربیت پائی۔ دور دراز تک علم کی روشنی پہنچانے کا ذریعہ بنے۔ دنیا کو جینے کا ڈھنگ سکھایا۔ مقامِ آدمیت سے آشنا کیا۔ انہیں بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی اور غلامی میں دیا۔ آزادی اور حریت کا وہ صحیح مفہوم سکھایا' جس کا سبق براہِ راست نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا تھا۔ دنیا کو خود تراشہ خداؤں کا خوف امراء وسلاطین کے ڈر سے بے نیاز کر دیا۔ تعمیر وترقی کے یکساں مواقع فراہم کیے۔ آمریت کے بت کو پاش پاش کر دیا۔

ان الحکم الا للّٰہ کے تحت اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے گئے۔ حکمرانی کا تصور تبدیل کیا اور قوم کا خادم بن کر فقراء ومساکین کی بحالی اور ان کی ضرورتوں کا سامان خود مہیا کیا۔ جاہ وجلال کی جگہ عاجزی وانکساری نے لے لی۔ بنیادی ضرورتوں کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری قرار پائی۔ لاچار' معذور' ناداروں کے لیے وظائف مقرر ہوئے۔ بیت المال قومی امانت قرار پایا۔ جس میں حاکم وقت بھی تصرف کا مجاز نہ تھا۔ عدل وانصاف لوگوں کی دہلیز پر ملنے لگا۔ قاضی کی نظر میں رعایا اور راعی برابر قرار پائے۔ خواتین کو ان کا حقیقی مقام ملا۔ ان کی عفت وعصمت محفوظ ہوئی۔ مساویانہ حقوق کے ساتھ معاشرہ میں تعمیری کردار ادا کرنے کے مواقع میسر آئے۔

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے میں پروان چڑھنے والا معاشرہ جس کی ایک ایک جھلک تاریخ اسلام کا درخشندہ باب ہے۔ انہوں نے یہ اعزاز آپ کی اطاعت اور تابعداری کے ذریعے پالیا۔ باوقار زندگی گزاری اور اسلام کا علم پوری دنیا میں لہلہانے لگا۔ علوم وفنون پر مکمل گرفت تھی۔ خیر کے تمام چشمے اسلامی سلطنت سے ابلتے اور پوری دنیا کو سیراب کرتے۔ رنگ ونسل' کون ومکان سے بے نیاز ہو کر سب کو فیضیاب کرتے۔ اسلامی شعائر تہذیب وثقافت کے بلند معیار قرار پائے۔ عام طرزِ زندگی' بود وباش' رہن سہن میں دیگر اقوام مسلمانوں کی تقلید میں فخر کرنے لگیں۔

لیکن آج ہماری حالت اس مفتوح قوم کی ہے' جنہیں فاتح اپنی چھڑی سے ہانک رہے ہیں۔ بدترین غلامی اور ذلت ورسوائی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ دشمنوں کا رعب اور دبدبہ ہماری نیندوں کو اڑا چکا ہے۔ ہمارا مستقبل ان کے رحم وکرم پر ہے۔ دن رات ان کی پوجا پاٹ پر لگے ہیں۔ لیکن وہ ہیں کہ کبھی بھی حرفِ تسلی زبان پر نہیں لاتے۔ ھل من مزید کا تقاضا کرتے ہیں۔ ہماری جبینِ نیاز پر ان کا نام کندہ ہے اور دن رات ان کا ورد زبان پر جاری ہے۔ منصب حکومت ان کی عنایت ہے' جس کی بقاء کے لیے خوشامد کا سلسلہ دراز سے دراز ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان کی خوشنودی کے لیے

انسانوں کی قربانی ان کے حضور پیش کی جاتی ہے۔ اپنے عہد کے ان دیوتاؤں کے نام پرنذرونیاز دی جارہی ہے۔

لیکن سنگدل پھر بھی قدر دان نہیں ہیں۔ حکومت کی مسند کے سرکنے کا خوف ہر اس عمل کرنے پر راضی کرتا ہے' جس کا تصور مسلمان تو کیا ایک عام انسان بھی نہیں کر سکتا۔ آج ہر صاحب ریش مجرم دکھائی دیتا ہے۔ ہر وہ بندہ قابل گرفت ہے' جن کی جبینوں پر سجدے کے نشان ہیں یا جو سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدائی ہے۔ جس کا رخ کسی نہ کسی مسجد کی طرف ہے جو اسلاف سے اپنا تعلق قائم رکھے ہوئے ہے۔ جس کے جسم میں روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

ماضی سے مقاطعہ کا نتیجہ ہے کہ ناکامیاں اور نامرادیاں ہمارا مقدر بن چکی ہیں۔ قدامت پسندی سے نفرت کے صلہ میں غلامی کا طوق گلے میں پڑ چکا ہے۔ روشن خیالی کے حسین تصور نے اپنی تصویر اس قدر بگاڑ دی ہے کہ خود کو خوف آنے لگا ہے' کہیں جائے پناہ نہیں۔ روز نئے تقاضوں کی ایک فہرست تھما دی جاتی ہے اور حسب منشا مکمل نہ ہونے پر سزاوار ٹھہرایا جاتا ہے۔ ایسی دلدل میں قدم رکھ چکے ہیں' جہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

ایسی سیاہ رات اور گھٹاٹوپ اندھیرے میں روشنی کی صرف ایک ہی کرن ہے' جو راہِ منزل کا پتہ دیتی ہے۔ وہ صرف سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جس کی روشنی سے ایک جہاں منور ہے۔ جس کی خوشبو سے پورا گلستان مہک رہا ہے۔ لیکن ہماری بدنصیبی کہ اس کے نور سے تہی دامن ہیں اور ہم اس مسافر کی مانند ہیں' جو راستہ بھی بھول چکا ہو اور منزل تک پہنچنا بھی نہ چاہتا ہو۔

آیئے اگر آج ہم وہی مقام و مرتبہ پانا چاہتے ہیں' عظمت رفتہ کو حاصل کرنا چاہتے ہیں' اپنا وقار دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور دنیا میں ایک زندہ امت بنا چاہتے ہیں' تو سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لیں۔ کسی حیل وحجت کے بغیر اس سے رہنمائی حاصل کریں۔ اس کی رہبری میں آگے بڑھیں۔ جہان بانی کے وہی اصول اپنائیں' جن کی وجہ سے ہمارے اسلاف سرخرو ہوئے اور عزت کے ساتھ جیئے۔ موجودہ فرعونوں سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ اپنا رشتہ دوبارہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جوڑ لیں۔ کامیابی و کامرانی ہمارے قدم چومے گی اور کھویا ہوا مقام دوبارہ مل جائے۔ ان شاءاللہ

جامعہ سلفیہ کانفرنس

۱۰۔ مارچ بروز جمعۃ المبارک کو جامعہ سلفیہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی' جس کا آغاز خطبہ جمعہ سے ہوا اور رات گئے تک جاری رہی۔ ایک مدت بعد جامعہ سلفیہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس کی تاریخ طے کرتے وقت یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی جارہی تھی کہ اس کی کامیابی کے امکانات کتنے فیصد ہیں۔ اگرچہ بعض خدشات اور تحفظات بھی تھے' موسم کی خرابی یا حکومت کی جانب سے پابندی کا بھی اندیشہ تھا۔ لیکن الحمدللہ' اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کانفرنس بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی۔ یہ کانفرنس تمام حوالوں سے سو فیصد کامیاب رہی۔ تمام مدعوین علماء کرام اور مشائخ بروقت تشریف لائے۔ بعض مہمانانِ گرامی ایک رات قبل ہی رونق افروز ہوئے' جبکہ شرکاء کی تعداد ہمارے اندازوں سے کہیں زیادہ تھی۔

کانفرنس کی کامیابی کا دارومدار علماء کرام کے بیانات اور خطبات تھے۔ جو حالات کے تقاضوں کے عین مطابق تھے اور تمام تقاریر نہایت پراثر اور مدلل تھیں۔ جنہیں سامعین نے دلجمعی کے ساتھ سنا اور بے حد سراہا۔ یہی اس کانفرنس کا بنیادی مقصد تھا۔ تمام حاضرین اس عظیم الشان کانفرنس سے کچھ نہ کچھ حاصل کر کے لوٹے اور خاص کر موجودہ حالات میں مسلمانوں کو درپیش چیلنجوں کا کتاب وسنت میں کیا حل ہے......؟ اس پر سیر حاصل بحث ہوئی۔

جہاں کانفرنس میں عوام الناس کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی' وہاں انہیں جامعہ کو قریب سے دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔ اس طرح جامعہ کا ایک بھرپور عوامی رابطہ بحال ہوا۔

اس بے مثال کامیابی پر ہم انتظامیہ' اساتذہ کرام اور طلبہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان کے شکر گزار ہیں۔ اس سے ہمیں ایک نیا حوصلہ ملا ہے اور بخوشی یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ سے ہر سال جامعہ سلفیہ کانفرنس منعقد ہوگی اور اس کی تیاری اور اسے بہتر سے بہتر بنانے کے لیے بھرپور اقدامات کیے جائیں گے۔ ان شاءاللہ۔

خصوصاً کانفرنس کے موقعہ پر علمی مجالس کا اہتمام' اور اس کے ساتھ جامعہ سلفیہ سے فارغ التحصیل اور فیض یافتگان علماء کرام کو بطورِ خاص دعوت دی جائے گی۔ ان شاءاللہ